© rasailojaraid.com

از قلم شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ارشاداتِ نبویؐ کی حفاظت کے لیے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی خدمات

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا یہ معمول تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وہ جو کچھ سنتے تھے وہ سب لکھ لیتے تھے۔ بعض حضرات صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ کبھی غصہ کی حالت میں گفتگو فرماتے ہیں اور کبھی خوشی کی حالت میں اور تم سب لکھ لیتے ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کی۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بخدا اس سے جو کچھ نکلتا ہے اور جس حالت میں نکلتا ہے وہ حق ہی ہوتا ہے سو تم لکھ لیا کرو۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۵۹ دارمی ص ۶۷ مسند احمد ج ۲ ص ۲۰۳ و مستدرک ج ۱ ص ۱۰۶)

حضرت عبداللہ رضؓ بن عمروؓ نے اپنے اس مجموعہ کا نام صادقہ رکھا تھا (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۱۲۵، قسم اول) اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی زندگی کی آرزو دو چیزوں نے پیدا کر دی ہے جن میں سے ایک صادقہ ہے اور یہ وہ صحیفہ ہے جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُن کر لکھا ہے (مسند دارمی ص ۶۹) اور دوسری چیز وہط نامی زمین تھی جس کو حضرت عمروؓ بن العاص نے وقف کیا تھا اور حضرت عبداللہ رضؓ اس کے متولی تھے (جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲) حضرت عبداللہ رضؓ کا یہی صحیفہ ان کے پ...

...ہاتھ لگ گیا تھا (ترمذی ج ۱ ص ۴۳ و ج ۱ ص ۹۲) اور یہ اسی صحیفہ سے روایت کرنے کی وجہ سے ضعیف سمجھے جاتے تھے (تہذیب ج ۸ ص ۴۹) کیونکہ حضرات محدثین کرامؒ کے بیان کردہ ضابطے کے مطابق اگر کسی کو کتاب مل جائے اور صاحب کتاب نے اس سے روایت بیان کرنے کی اجازت نہ دی ہو تو اس کتاب سے روایت بیان کرنا حجت اور صحیح نہیں ہے (دیکھئے شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰۰ وغیرہ)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ رضؓ بن عمروؓ کے پاس ایک کتاب دیکھی۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ صادقہ ہے جس میں مندرج روایات کو میں نے براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ میرے اور آپ کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں ہے۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۱۲۵ قسم اول) حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں علم کو قیدِ تحریر میں لاؤں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۲ وفیہ عبداللہؒ بن مومل وثقہ ابن معینؒ و ابن حبانؒ وقال ابن سعدؒ وقال الامام احمدؒ احادیثہ مناکیر و جامع بیان العلم ج ۲ ص ۲۴)

حضرت عائشہ رضؓ (المتوفاۃ ۵۷ھ) فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضے سے دو تحریریں دستیاب ہوئیں جن میں درج تھا کہ سب سے بڑا نافرمان وہ شخص ہے جس نے اپنے پیٹنے والے کے علاوہ کسی اور کو پیٹا اور قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل کیا اور وہ شخص جس نے اپنی پرورش کرنے والوں کے علاوہ دوسروں سے اپنا الحاق کر لیا اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا منکر ہے اور اس کی کوئی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہیں ہوگی (مستدرک ج ۴ ص ۳۴۹ قال الحاکم رحؒ و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(والذہبی ج۳ صحیح)

حضرتِ نہشل رضہ بن مالک (المتوفی سنہ ...) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دین کی کچھ باتیں دریافت کیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضہ بن عفان کو حکم دیا تکتب لہ کتاباً فیہ شرائع الاسلام (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۳۵۱ اور تجرید ج ۲ ص ۱۲۲ للذہبی میں بھی اس کتاب کا ذکر ہے) تو انہوں نے ان کو ایک کتاب لکھ کر دی جس میں اسلام کے احکام تھے۔ شرائع الاسلام کا جملہ بڑا واضح اور وسیع ہے۔

مردم شماری: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ ہجرت کرکے تشریف لے گئے تو چھ اور سات سو کے درمیان نام قلمبند ہوئے (صحیح ابو عوانہ ج ۱ ص ۱۰۲) اور اس کے بعد ایک موقع پر مردم شماری کرائی گئی تو تعداد پندرہ سو تحریر ہوئی (بخاری ج ۱ ص ۴۳۰) اور اس میں آپ کے الفاظ یہ ہیں: اکتبوا لی من یلفظ بالاسلام من الناس فکتبنا لہ الحدیث۔ یعنی مجھے مسلمانوں کی گنتی لکھ کر دو۔ چنانچہ ہم نے لکھ کر دی۔

زکوٰۃ کے متعلق تحریرات: زکوٰۃ کے احکام اور مختلف چیزوں میں زکوٰۃ کا لازم ہونا اور زکوٰۃ کی مختلف شرح کتابی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائی تھی جو حضرت عمر رضہ کے خاندان کے پاس تھی (ہٰذہ نسخۃ کتاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التی کتب فی الصدقۃ وہو عند آل عمر رضہ بن الخطاب الخ دارقطنی ج ۱ ص ۲۰۹) اور یہ کتاب حضرت عمر بن العزیز نے جب کہ وہ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضہ بن عمر رضہ اور حضرت سالم بن عبداللہ رضہ سے نقل کی تھی اور اپنے ماتحت افسروں کو حکم دیا تھا کہ اسی کتاب کے مطابق عمل کرو اور اسی کے مطابق خلیفہ ولید بن عبدالملک

مسلم حکمرانوں کی خدا خوفی

خلافتِ راشدہ کے بعد اسلامی حکومت اور خلفاء کا معیار وہ تو برقرار نہ رہ سکا جیسا چاہیے تھا لیکن اس میں بھی شک نہیں ہے کہ بعض خلفاء ایسے بھی گزرے ہیں جن کے دل یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور اپنے غیر اسلامی افعال پر شرمندہ رہتے تھے، ان کو ہر آن یہ خطرہ لگا رہتا تھا کہ کہیں خدا کا وقتِ موعود آ نہ جائے۔ انہیں خلفاء میں مہدی کا نام بھی لیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا دل خشیتِ الٰہی سے لبریز تھا۔ اموی خاتون مزنہ کی حالت دیکھ کر اس کی گریہ وزاری اور عاجزانہ دعاؤں کا تذکرہ تاریخوں میں موجود ہے

حسن الوصیف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ زبردست آندھی آئی۔ میں خلیفہ کی تلاش میں نکلا تو میں نے دیکھا وہ اپنے رخساروں کو زمین پر رکھے ہوئے رو رو کر دعا مانگ رہا ہے:

"بار الٰہی! امتِ محمدیہ کی حفاظت کر ہمارے دشمنوں کو ہماری تباہ حالی پر ہنسنے کا موقع نہ عطا فرما۔ اگر میرے گناہوں کے بدلے تو پوری دنیا کو پکڑ رہا ہے تو لے میری پیشانی تیرے حضور حاضر ہے"

؎ طبری ج ۱ ص ۵۳۰، ۵۳۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دیگر خلفاء عمل کرتے اور حکام سے زکوٰۃ کے بارے میں عمل کرواتے تھے۔ (دار قطنی ج ۱ صفحہ ۲۰۹) اور حضرت عمر رضی بن عبدالعزیز (المتوفی ۱۰۱ھ) جب خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے

ارسل الی المدینة یلتمس عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصدقات فوجد عند آل عمرو رضی بن حزم کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عمرو رضی بن حزم فی الصدقات ووجد عند آل عمر رضی بن الخطاب کتاب عمر رضی الی عماله فی الصدقات بمثل کتاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی عمرو رضی بن حزم فامر عمر رضی بن عبدالعزیز عماله علی الصدقات ان یاخذوا بما فی ذینک الکتابین۔ (دار قطنی ج ۱ صفحہ ۲۱۰)

مدینہ طیبہ قاصد بھیجا تاکہ وہ اس تاکیدی فرمان کی تلاش کرے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقات کے بارے فرمایا تھا۔ چنانچہ قاصد نے حضرت عمرو رضی بن حزم کے خاندان کے پاس وہ کتاب پائی جو صدقات کے بارے آپ نے جاری فرمائی تھی اور اسی طرح حضرت عمر رضی کے خاندان کے پاس بھی وہ تحریر پائی جو انہوں نے عمال کو بھیجی تھی اور وہ کتاب اسی طرح کی تھی جس طرح کی کتاب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو رضی بن حزم کو ارسال کی تھی۔ حضرت عمر رضی بن عبدالعزیز نے اپنے عمال کو انہی دو کتابوں کے بارے تاکید کی کہ وہ صدقات کے بارے انہی کتابوں پر عمل کریں۔

حضرت عمرو رضی بن حزم کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ایک [illegible]

جس میں فرائض صدقات اور دیات وغیرہا کے متعلق بہت سی ہدایات تھیں (نسائی ج ۲ صفحہ ۲۱۸ و کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۸۳) اسی طرح زکوٰۃ کے متعلق بعض دیگر محصلین کے پاس بھی تحریری ہدایتیں موجود تھیں (دار قطنی ج ۱ صفحہ ۲۰۴)

صحیفۂ علی رضی: حضرت علی رضی (المتوفی سنہ ۴۰ھ) کے پاس ایک صحیفہ تھا جو ان کی تلوار کی نیام میں پڑا رہتا تھا۔ اس میں متعدد حدیثیں متعلقہ احکام قلم بند تھیں اور انہوں نے لوگوں کو وہ صحیفہ دکھایا بھی تھا (بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۸۴ مسلم ج ۲ صفحہ ۱۶۱ و ادب المفرد صفحہ ۵) اور اس صحیفہ میں متعدد احکام درج تھے جو حقوق اللہ و حقوق العباد پر مشتمل ہیں (دیکھئے بخاری و مسلم صفحات مذکورہ) اور حضرت علی رضی نے ایک موقع پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ صحیفہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا ہے۔ اس میں فرائض صدقات ہیں (مسند احمد ج ۱ صفحہ ۱۱۹) حدیبیہ میں جو صلح نامہ حضرت علی رضی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھا تھا اس کی ایک نقل قریش نے لی اور ایک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ (طبقات ابن سعد رضی مغازی صفحہ ۷۱) حضرت علی رضی کے فیصلوں کا ایک بڑا حصہ کتابی شکل میں حضرت ابن عباس رضی کے پاس موجود تھا (مسلم ج ۱ صفحہ ۱۰) ایک دن کوفہ میں حضرت علی رضی خطبہ دے رہے تھے۔ اس خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ ایک درہم میں کون علم خریدنا چاہتا ہے۔ حارث اعور ایک درہم کے کاغذ خرید لائے اور ان کاغذوں کو لیے ہوئے حضرت علی رضی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی نے حارث کے لائے ہوئے اوراق میں فکتب له علماً کثیراً (طبقات ابن سعد رضی ج ۶ صفحہ ۱۱۶) انہیں [illegible] لکھ دیا۔

© rasailojaraid.com

حضرت عبداللہ رضؓ بن الحکیم (المتوفی سنہ [illegible]ھ) کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط پہنچا جس میں مردہ جانور کے متعلق حکم درج تھا (معجم صغیر طبرانیؒ صفحہ [illegible])

حضرت وائل رضؓ بن حجر جب بارگاہ نبوی سے رخصت ہو کر اپنے وطن حضرموت جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص طور پر ایک نامہ لکھوا کر دیا جس میں نماز، روزہ، ربا، شراب اور دیگر امور کے متعلق احکام تھے۔ (معجم صغیر طبرانیؒ صفحہ ۲۴۲)

حضرت ضحاک رضؓ بن سفیان۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے مجمع سے پوچھا کہ کس کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کی دیت میں سے بیوی کو کیا دلایا؟ تو حضرت ضحاکؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم ہمیں لکھوا کر بھیجا تھا۔ (دارقطنی ج ۲ صفحہ ۴۸۵) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس علم کو تحریر کروا کر بھیجنے کا ذکر ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۵۰ ترمذی ج ۲ صفحہ ۳۲ اور ابن ماجہ صفحہ ۱۹۳ وغیرہ میں بھی ہے۔ یہود مدینہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تحریری معاہدہ کیا تھا اس کا ذکر ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۶۶ وغیرہ میں مذکور ہے۔

حضرت عمرؓ (المتوفی سنہ ۲۳ھ) کا یہ عام ارشاد تھا کہ علم کو قید تحریر میں لاؤ (مستدرک صفحہ ۱۰۶) حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ بن فرقد کو جب کہ وہ آذربائیجان کے محاذ پر تھے یہ خط لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس پہننے سے منع کیا ہے ہاں مگر چار انگشت تک کا حاشیہ اور کنارہ ہو تو گنجائش ہے۔ (مسلم ج ۲ صفحہ ۱۹۱)

حضرت انسؓ (المتوفی سنہ ۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عتبانؓ سے ملاقات کی (اور انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی جس میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھا تو اس پر آتش دوزخ حرام ہے۔ (یعنی صدق دل سے پڑھا اور اس کے مطابق عمل بھی کیا) مجھے یہ حدیث بہت پسند آئی اور میں نے لکھ لی (ابو عوانہ ج ۱ صفحہ ۱۳) حضرت انسؓ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ علم کو قید تحریر میں لاؤ (تلخیص المستدرک ج ۱ صفحہ ۱۰۶ ودارمی صفحہ ۶۸ طبع ہند وصفحہ ۱۲۷ طبع دمشق ومجمع الزوائد ج ۱ صفحہ ۱۵۲ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ (المتوفی سنہ ۶۳ھ) نے بھی فرمایا کہ علم کو قید تحریر میں لاؤ (دارمی) اور خود انہوں نے ایک شخص کو حدیث لکھوائی اور اس نے لکھ لی۔ (مسند احمد ج ۲ صفحہ ۱۹۹ اور حضرت ابن عمروؓ مجوزین کتابت علم میں شامل ہیں (بخاری ج ۱ صفحہ ۱۵) حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو خط لکھا کہ مجھے مختصر طور پر چند نصائح لکھ کر بھیجیں۔ حضرت عائشہؓ نے چند نصیحتیں ان کو لکھ کر روانہ کیں (ترمذی ج ۲ صفحہ ۶۴) حضرت جابرؓ کی روایتوں کا ایک مجموعہ حضرت وہب تابعیؒ نے تیار کیا تھا جو اسمٰعیلؒ بن عبدالکریمؒ کے پاس تھا اور وہ اس سے روایت بیان کرتے تھے اور اسی لیے ضعیف سمجھے جاتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ صفحہ ۳۱۶) حضرات محدثین کرامؒ کا ضابطہ بیان ہو چکا ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایتوں کا ایک مجموعہ حضرت سلیمانؒ بن قیس یشکریؒ نے تیار کیا تھا۔ حضرت ابو الزبیرؒ، حضرت ابو سفیانؒ اور حضرت امام شعبیؒ جو سب تابعی ہیں حضرت جابرؓ کا صحیفہ انہی سے روایت کرتے ہیں اور براہ راست بھی انہوں نے حضرت جابرؓ سے سماعت کی ہے (تہذیب التہذیب

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ج ۴ صفحہ ۲۱۵)

حضرت عوفؓ بن مالک (المتوفی ۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا ھذا اوان رفع العلم یعنی کشفی طور پر جو وقت نظر آرہا ہے اس میں علم اٹھ جائے گا۔ ایک انصاری نے کہا جن کا نام زیادؓ بن لبید (المتوفی ۴۱ھ) تھا۔ یا رسول اللہ! علم کیسے اٹھ جائے گا وقد اثبت فی الکتب ووعتہ القلوب جب کہ وہ کتابوں میں ثبت کیا گیا ہوگا اور دلوں نے اس کو یاد کیا ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا علم یہود اور نصاریٰ کے پاس لکھا ہوا نہیں ہے؟ الحدیث (مستدرک ج ۱ صفحہ ۹۹ قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح و مجمع الزوائد ج ۱ صفحہ ۲۰۰) مطلب واضح ہے کہ علم صرف لکھنے اور یاد کرنے ہی سے باقی نہیں رہتا جب تک کہ اس پر عمل بھی نہ ہو اور اس کی عام اشاعت نہ ہو۔ آخر کتابیں تو یہود و نصاریٰ کے پاس بھی تھیں لیکن علماء حق کے اٹھ جانے اور بے عملی اور کتب پر علماء سوء اور پیران بدکردار کی اجارہ داری نے کتب میں درج شدہ علم کی روح ختم کردی ہے۔ حضرت زیادؓ کی یہ روایت مشکوٰۃ ج ۱ صفحہ ۳۸ میں بھی بحوالہ مسند احمد و ابن ماجہ و ترمذی و دارمی نقل کی گئی ہے اور یہ روایت مجمع الزوائد ج ۱ صفحہ ۲۰۰ میں بھی ہے۔ مشکوٰۃ کی روایت میں یہود و نصاریٰ کی بے عملی اور تورات و انجیل کا ذکر ہے اور مجمع الزوائد کی روایت میں تورات و انجیل اور یہود و نصاریٰ کا تذکرہ ہے لیکن اس میں رفع العلم کا سبب حاملین علم کا اٹھ جانا مذکور ہے اور حضرت زیادؓ کی ایک اور روایت ہے جس میں یہود و نصاریٰ کے تورات و انجیل پر عمل نہ کرنے کا ذکر ہے (مجمع الزوائد ج ۱ صفحہ ۲۰۱ و اسنادہ حسن) اور اسی مضمون کی ایک روایت حضرت ابو الدرداءؓ سے بھی ہے جس میں حضرت زیادؓ کے سوا [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جواب کا تذکرہ موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس بھی تورات و انجیل موجود ہیں فماذا یغنی عنہم یعنی ان کے مطابق عقیدہ اور عمل اور اخلاق کے نہ ہونے سے محض کتابوں کے موجود ہونے سے کیا فائدہ؟

یعنی یہ تو یحمل اسفاراً کا مصداق ہے۔ اس مفصل روایت کی روشنی میں یہ بات بالکل عیاں ہوگئی ہے کہ جب حضرت زیادؓ نے یہ فرمایا کہ وقد اثبت فی الکتب کہ علم جب کتابوں میں لکھا اور درج کیا ہوا ہوگا تو پھر کیسے ضائع ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ اگر علم لکھنا ممنوع ہوتا تو آپ اس پر ہرگز خاموشی اختیار نہ فرماتے بلکہ سختی سے تردید فرما دیتے کہ علم کو لکھنے کا کیا جواز ہے؟ اور اگر کسی کے پاس کچھ لکھا ہوا ہے تو اسے مٹا دے۔ بالکل ظاہر امر ہے کہ آپ کا اس پر سکوت فرمانا بلکہ صاف الفاظ میں یہ فرمانا کہ آخر تورات و زبور بھی تو لکھی ہوئی ہیں لیکن ان پر عمل کیے بغیر نرے لکھنے سے کیا فائدہ؟ کتابت علم کے جواز کی یہ بھی واضح دلیل ہے اور بقول مولانا رومؒ علم تو صرف

علم دیں فقہ است و تفسیر و حدیث

ہے اور یہ علوم سر فہرست کتابوں میں لکھے جاتے تھے۔

حضرت زیادؓ بن لبید بیاضی کو جب آنحضرتؐ نے حضرموت کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان کو فرائض صدقات کے متعلق کتابی شکل میں تحریر لکھوا کر دی۔ (نصب الرایہ ج ۲ صفحہ ۳۵۱)

حضرت براء بن عازبؓ (المتوفی ۷۲ھ) کے پاس لوگ بیٹھ کر ان کی روایتوں کو لکھا کرتے تھے۔ (دارمی صفحہ ۶۹)

اہل یمن کو آنحضرتؐ نے جو احکام لکھوا کر بھجوائے تھے ان میں یہ مسئلے بھی تھے کہ قرآن کریم کو بغیر طہارت کے ہاتھ نہ لگایا جائے اور غلام خریدنے سے پہلے آزاد نہیں کیا جا سکتا اور نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ [illegible] اس کتاب کا اور بغیر طہارت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن کریم کو ہاتھ نہ لگانے کا ذکر دار قطنی ج ۱ [illegible] وغیرہ
میں بھی ہے۔

حضرت رافع رضؓ بن خدیج (المتوفی ۷۳ھ) مروان
نے اپنے خطبہ میں یہ بیان کیا کہ مکہ مکرمہ حرم ہے۔ حضرت
رافع رضؓ بن خدیج نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ مدینہ طیبہ
بھی حرم (اور عزت و احترام کا مقام) ہے اور یہ حکم میرے
پاس لکھا ہوا موجود ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اسے پڑھ
کر سنا دوں۔ (مسند احمد ج ۴ صفحہ ۱۴۱)

حضرت نعمان رضؓ بن بشیرؓ (المتوفی ۶۴ھ) کو حضرت
ضحاک رضؓ بن قیس نے خط لکھ کر دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ جمعہ
کی نماز میں سورۂ جمعہ کے بغیر اور کون سی سورت پڑھتے تھے تو
انہوں نے جواب دیا کہ ہَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ۔ پڑھتے
تھے۔ (مسلم ج ۱ صفحہ ۲۸۸)

حضرت عبداللہ رضؓ بن عباسؓ کی روایتوں کے مختلف
تحریری مجموعے تھے۔ اہلِ طائف میں سے کچھ لوگ ان کا ایک
مجموعہ ان کو پڑھ کر سنانے کے لیے لائے تھے۔ (کتاب العلل
امام ترمذیؒ صفحہ ۲۳۸) حضرت سعیدؒ بن جبیرؒ ان کی روایتوں کو
لکھا کرتے تھے۔ (دارمی صفحہ ۶۹)

امام مغازی حضرت موسیٰؒ بن عقبہؒ (المتوفی ۱۴۱ھ)
فرماتے ہیں کہ میرے پاس ابن عباسؓ کے غلام حضرت کریبؒ نے
حضرت ابن عباسؓ کی کتابیں رکھوائی تھیں جو ایک بار شتر تھیں
(تہذیب التہذیب ج ۸ صفحہ ۴۳۳) حضرت ابن عباسؓ کا یہ حال
تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے غلام حضرت ابو رافعؓ کے پاس آتے اور
سوال کرتے کہ فلاں دن آنحضرت ﷺ نے کیا کیا؟ اور حضرت ابن عباسؓ
کے ساتھ ایک شخص ہوتا جو ان کی ساری باتوں کو جنہیں حضرت
ابو رافعؓ بیان کرتے لکھتا جاتا۔ (الکتانی ج ۲ صفحہ ۲۴۷) حضرت
ابو رافعؓ کی اہلیہ حضرت سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت
ابن عباسؓ کو دیکھا کہ ان کے پاس تختیاں تھیں جن پر حضرت
ابو رافع رضؓ کی بیان کردہ روایتوں کو وہ لکھا کرتے تھے جو آنحضرت ﷺ
کے افعال کے متعلق حضرت ابو رافعؓ بیان کرتے تھے۔
(الکتانی ج ۲ صفحہ ۲۴۷) اور حضرت سلمیٰ رضؓ یہ بھی فرماتی ہیں کہ میں
نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت ابو رافعؓ سے آنحضرت ﷺ
کے کارنامے لکھا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ صفحہ ۱۲۳
قسم دوم) حضرت عکرمہؒ (المتوفی ۱۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ
نے جو خط (بحرین کے سربراہ) المنذر بن ساویٰ کو بھیجا تھا وہ میں نے
حضرت ابن عباسؓ کی وفات کے بعد ان کی کتابوں میں پایا
اور میں نے وہ لکھ لیا اور اس خط میں دینی اور ملکی باتوں کا
ذکر ہے (زاد المعاد ج ۳ صفحہ ۶۱) اس کے علاوہ متعدد
بادشاہوں اور اپنے اپنے علاقہ کے سربراہوں کو آنحضرت ﷺ
نے جو خطوط ارسال کیے جن میں دین کا اہم ذخیرہ موجود ہے
کتب سیر و تاریخ میں ان کی خاصی تفصیل موجود ہے۔ ان میں مصر کا
بادشاہ مقوقس عمان کا بادشاہ جیفر بن الجلندی۔ یمامہ کا ہوذہ
بن علی غسان کا حارث بن ابی شمر خاص مشہور و معروف ہیں۔
حافظ ابن القیمؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) نے زاد المعاد ج ۳
صفحہ ۶۰ تا ۶۳ میں ان کو قدرے تفصیل سے درج کیا ہے اور آپ ﷺ
کے ارسال کردہ ان خطوط اور دعوت ناموں کے سلسلہ میں
حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ کی بے نظیر
کتاب البلاغ المبین فی مکاتیب سید المرسلین (علیہ وعلی
جمیعہم الصلوات والتسلیمات الف الف مرۃ) مفید ترین
کتاب ہے جو اہل علم کے لیے ایک علمی تحفہ ہے جس میں ان
خطوط کی پوری تفصیل ہے۔ حضرت کریبؒ (المتوفی ۹۸ھ)
فرماتے ہیں کہ چھ باتیں میرے تابوت میں لکھی ہوئی ہیں اور
تابوت (وہ صندوق ہے جس) میں حضرت علیؓ بن عبداللہؓ
بن عباسؓ کی کتابیں تھیں (ابو عوانہ ج ۲ صفحہ ۳۱۲)

حضرت امیر معاویہؓ (المتوفی ۶۰ھ) نے حضرت مغیرہؓ
... آنحضرت ﷺ نماز کے بعد پڑھا کرتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے مجھے لکھ کر بھیجو تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ آنحضرت ﷺ یہ دُعا پڑھتے تھے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ له الملک وله الحمد وھو علی کل شیئٍ قدیر۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (ابو عوانہ ج ۲ ص ۲۴۳ وابو داؤد ج ۱ ص ۲۱۸ ادب المفرد ص ۶۷) اور اس حدیث میں آتا ہے کہ یہ بھی لکھ کر بھیجا کہ آنحضرت ﷺ نے قیل وقال کثرت سوال اضاعت مال اور ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور خود نہ دینے اور دوسرے سے مانگنے سے منع فرمایا ہے (ادب المفرد ص ۶۷ وبعضہ فی ص ۵) اور ان میں سے بعض چیزوں کے لکھ کر ارسال کرنے کا ذکر بخاری ج ۱ ص ۲۰۱ میں بھی ہے اور قدرے تفصیل سے بعض مزید چیزوں کا ذکر بخاری ج ۲ ص ۸۸۴ میں ہے) حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عبد الرحمٰن بن شبل الانصاریؓ کو خط لکھ کر بھیجا کہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دو اور جب میرے خیمے کے پاس کھڑے ہو تو مجھے حدیثیں سناؤ (مسند احمد ج ۳ ص ۴۴۴) یہ سُننا سُنانا شاید اس لیے تھا کہ کہیں ان سے حدیث میں غلطی تو نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں بسا اوقات آپ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا ہوں اور وہ مجھے پسند آتی ہے لیکن میں اس کو یاد نہیں رکھ سکتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو لکھ لیا کرو۔

(رحمۃ مہداۃ ص ۱۱)

حضرت عبد اللہؓ نے حضرت عمرؓ بن عبد اللہ بن ارقم الزہریؒ کو خط لکھا کہ حضرت سبیعہؓ بنت الحارث الاسلمیہ کے پاس جاؤ اور ان سے (خاوند کی وفات کے بعد عورت کی عدت کے بارے) حدیث دریافت کرو اور ان کو آنحضرت ﷺ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کو مجھے تحریر کرو۔ چنانچہ ان سے دریافت کرنے کے بعد وہ حدیث انہیں تحریر کر کے انہوں نے بھیجی۔ (نسائی ج ۲ ص ۹۸)

حضرت عبد اللہؓ بن عمروؓ بن العاص کے سامنے قسطنطنیہ اور رومیہ کی فتح کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے ایک صندوق طلب کیا، اسے کھولا اور فرمایا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کے ارشادات لکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے قسطنطنیہ فتح ہوگا۔ (مستدرک ج ۴ ص ۴۲۲ قال الحاکمؒ والذہبیؒ صحیح۔ والدارمی ص ۶۸)

حضرت حجرؒ بن عدیؓ کے سامنے پانی سے استنجا کرنے کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ طاق میں جو صحیفہ رکھا ہوا ہے ذرا اسے مجھے لا کر دو۔ جب وہ صحیفہ لا کر دیا گیا تو حجرؒ بن عدیؓ یہ پڑھنے لگے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ روایتیں ہیں جو میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے سنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ طہور ایمان کا نصف ہے۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۶ ص ۱۵۴) ایمان کامل طہارت باطنی (جو کلمۂ توحید سے حاصل ہوتی ہے اور طہارت ظاہری (جو وضو وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے) کا نام ہے

محدث عبد الاعلیٰؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) جو روایتیں حضرت محمدؒ بن الحنفیہؒ سے نقل کرتے تھے وہ دراصل ایک کتاب تھی اور عبد الاعلیٰؒ نے براہ راست وہ روایتیں حضرت محمدؒ بن الحنفیہؒ سے نہیں سُنی تھیں (طبقات ابن سعدؒ ج ۶ ص ۹۴)

امام جعفر صادقؒ (المتوفی ۱۴۸ھ) فرمایا کرتے تھے کہ ہم جو روایتیں اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں میں نے ان سب کو حضرت امام باقرؒ کی کتابوں میں پایا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۰۴)

حضرت سمرہؓ بن جندب (المتوفی ۵۹ھ) سے ان کے بیٹے حضرت سلیمانؒ روایتوں کا ایک نسخہ روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے بیٹے حضرت حبیبؒ (تہذیب ج ۴ ص ۲۳۶) اور حضرت محمدؒ بن سیرینؒ فرماتے ہیں فی رسالۃ سمرۃؓ الی بنیہ [illegible] اس رسالہ اور تحریر میں جو حضرت سمرہؓ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے اپنے بیٹوں کو بھی بہت بڑا علم ہے۔

مشہور تابعی حضرت ابو سبرۃؒ بن سلمۃ الہذلیؒ (جو تابعی کبیر تھے مستدرک ج ۱ ص۷۶ وسکت عنہ الذہبیؒ) فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے ملا۔ انہوں نے زبانی مجھ سے حدیث بیان کی اور میں نے اپنے قلم سے اسے لکھا اور اس میں ایک حرف کی کمی بیشی میں نے نہیں کی۔ اس حدیث میں بہت سی باتوں کا ذکر ہے جن میں سے بعض یہ بھی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک کہ فحش گوئی اور بدکلامی اور قطع رحمی اور پڑوس کے حقوق کو پامال کرنا اور امانت والے کا خیانت کرنا اور خائن کو امین تصور کرنا وغیرہ امور ظاہر نہ ہو جائیں۔ الحدیث مستدرک ج ۱ ص۷۵ امام حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسند احمد میں بھی مروی ہے۔ (تلخیص المستدرک ج ۱ ص۷۶)

حضرت عروۃؒ بن الزبیرؓ (المتوفی ۹۴ھ) نے غزوۂ بدر کا مفصل حال لکھ کر خلیفہ عبدالملک کو بھیجا تھا (طبری ص۱۲۸۵)

حضرت سعیدؒ بن جبیرؒ (المتوفی ۹۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے رات کو روایتیں سنتا تھا تو پالان پر لکھتا تھا۔ صبح کو پھر ان کو صاف کر کے لکھ لیتا تھا۔ (دارمی ص۶۹)

حضرت نافعؒ (المتوفی ۱۱۷ھ) جو حضرت ابن عمرؓ کی خدمت میں تیس برس رہے تھے وہ اپنے سامنے لوگوں کو لکھوایا کرتے تھے۔ (دارمی ص۶۹)

حضرت عبدالرحمٰنؒ بن عبداللہؓ بن مسعودؓ (المتوفی ۷۹ھ) ایک کتاب نکال لائے اور قسم کھا کر کہا کہ یہ

خود حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ (جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۲)

قاضی ابن شبرمہؒ (عبداللہؒ بن شبرمہؒ المتوفی ۱۴۴ھ) سے بعض امراء نے سوال کیا کہ یہ حدیثیں جو آپ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سناتے ہیں یہ کہاں سے آئیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ کتاب عندنا (جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۶) کہ یہ ہمارے پاس لکھی ہوئی ہیں۔

حضرت امام زہریؒ (المتوفی ۱۲۴ھ) محدث ابو الزنادؒ فرماتے ہیں کہ ہم تو صرف حلال وحرام کے مسائل ہی لکھتے رہتے تھے لیکن امام زہریؒ جو کچھ سنتے وہ سب لکھ لیتے تھے اور بعد کو جب مسائل میں ان کی طرف رجوع کرنے کی حاجت پڑی تو میں نے اس وقت یہ جانا کہ وہ اعلم الناس ہیں (جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۳) محدث کیسانؒ کا بیان ہے کہ میں اور امام زہریؒ طلب علم میں ایک ساتھ تھے۔ میں نے کہا کہ میں تو صرف سنن ہی لکھوں گا۔ چنانچہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تھا وہ میں نے سب لکھ لیا اور امام زہریؒ نے کہا کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے جو کچھ مروی ہے وہ بھی لکھو کیونکہ وہ بھی سنت ہی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ سنت نہیں۔ غرضیکہ میں نے وہ نہ لکھا اور امام زہریؒ نے وہ بھی لکھ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کامیاب ہوئے اور میں برباد ہو گیا۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص۱۸۱ وطبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص۱۳۵ قسم دوم) امام زہریؒ ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے علم کی تدوین کی اور اس کو لکھا۔ (جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۳)

قارئین کرام! آپ ان ٹھوس حوالوں سے بخوبی یہ معلوم کر چکے ہیں کہ علم اور حدیث کی کتابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے مبارک دور میں باقاعدہ ہو چکی تھی لیکن مرتب نہ تھی۔ ابواب وفصول پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی صورت میں فقہی رنگ میں تدوین سب سے پہلے حضرت امام زہریؒ نے کی ہے تاکہ مسائل اور احکام کو تلاش کرنے میں بھی کوئی دقت پیش نہ آئے اور اہم سوا ہم کی ترتیب بھی برقرار رہے جیسا کہ پہلے باحوالہ یہ بات عرض کی جا چکی ہے۔

احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا حکم خلیفہ راشد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے دیا

بعد کے لوگوں میں حفظ حدیث اور عمل کے جذبہ میں بہ نسبت پہلے مبارک دور کے جب کچھ کمی نظر آنے لگی تو خلیفہ راشد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے اپنے قابل اور فاضل گورنر حضرت ابوبکرؒ بن حزم کو سرکاری سطح پر حکم لکھ کر بھیجا کہ بغور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو جمع کرکے لکھو کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے اٹھ جانے کا خطرہ ہے اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہی لکھنا اور اہلِ علم کو چاہیے کہ علم کی خوب اشاعت کریں اور علمی مجالس میں بیٹھ کر تعلیم دیں تاکہ جن کو علم نہیں وہ علم حاصل کریں۔ علم صرف اسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب کہ وہ راز بن جائے (اور اس کی نشر و اشاعت نہ کی جائے) (بخاری ج ۱ ص۲۰ و رحمۃ مہداۃ ص۱۱)

اسی طرح حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے اہل مدینہ کو تحریر فرمایا کہ

ان انظروا حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاکتبوہ فانی خفت دروس العلم وذھاب اھلہ (دارمی ص۶۸)

توجہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھو کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے اور اہلِ علم کے اٹھ جانے کا خدشہ ہے

خیر القرون کے ذمہ دار اور باشعور حضرات نے تو از خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے عقیدت اور محبت کی بنا پر اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے پوری ذمہ داری محسوس کی اور حفظ و کتابت حدیث کا پورا پورا ثبوت دیا لیکن خلیفہ راشد اور پہلی صدی کے مجدد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے سرکاری طور پر جس ذمہ داری کا ثبوت دیا وہ ان کا خاص مجددانہ کارنامہ ہے۔

غرضیکہ یہ ٹھوس حوالے اس بات کو بالکل واضح کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ اور حضرات صحابہ کرام رضؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے زمانہ میں جہاں احادیث کے ذکر زبانی کرنے کا عام رواج اور شوق تھا وہاں کتابت حدیث کی بھی کوئی کمی نہ تھی گو ان حضرات کے مجموعے فقہی ابواب پر مدون اور مرتب نہ تھے لیکن ان میں علمی طور پر بہت کچھ درج تھا اور اس دور میں بھی باقی عمدہ حدیثیں اور روایتیں قیدِ تحریر میں لائی جاتی تھیں اور وہی قیمتی ذخیرہ سینوں اور سفینوں سے منتقل ہوتا ہوا نچلے روات اور محدثین تک پہنچا۔ گویا دورِ اول کا سرمایۂ حدیث دوسرے دور کی کتابوں میں ہے اور دوسرے دور کا تحقیقی مواد تیسرے دور کی کتابوں کی زینت ہے اور تیسرے دور کی کتابوں میں جو اول اور دوسرے دور کی کتابیں کھپا دی گئی تھیں وہ ہزاروں اوراق میں فقہی ترتیب اور تدوین کے ساتھ ہمارے سامنے موطا امام مالکؒ، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن ابی ماجہ اور طحاوی وغیرہ کتب حدیث کی شکل میں بالکل محفوظ اور موجود ہے اور دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ باوثوق علمی اور گراں بہا سرمایہ ان معتبر اور مستند کتابوں میں درج ہے۔ الغرض قرآن کریم کے بعد اس سے زیادہ مستند اور معتبر ذخیرہ دنیا کی تاریخ کے خزانہ میں اور کوئی نہیں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر تحریری سرمایہ ہی منکرین حدیث کے لیے قابلِ وثوق ہو سکتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زرّیں عہد سے تدوینِ کتبِ حدیث کے دَور تک اس کی بھی کوئی کمی نہیں رہی جیسا کہ قارئین کرام ٹھوس حوالوں سے یہ پڑھ چکے ہیں۔ علاوہ بریں اسلام میں اصولِ تنقید اور درایت یعنی عقلی اور نقلی حیثیت سے روایات کو پرکھنے کے اصول وضوابط الگ موجود ہیں اور ان اصول وقواعد کے ذریعے بخوبی احادیث کی تصحیح یا تضعیف کی جا سکتی ہے اور رواۃ کی چھان بین اور تحقیق میں اس درجہ دیانت داری اور حق گوئی سے کام لیا گیا ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی اور یہ کارروائی اہلِ اسلام کے مفاخر میں شامل ہے۔ مشہور عربی دان فاضل ڈاکٹر اس پرنگر جرمنی کا مقولہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ "نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔"

(بلفظہٖ حاشیہ سیرت النبیؐ ج ۱ ص ۶۴ از مولانا شبلیؒ)

بقیہ: کلامِ حق کی بے بسی

"کلامِ حق" کے مندرجات کو لوگ ان سن رسیدہ پادریوں کی عمر کا تقاضہ سمجھ کر خوش طبعی کا ذریعہ بنا لیں۔ مزید براں "کلامِ حق" کے مدیر صاحب کا یہ ارشاد بھی قابلِ توجہ ہے کہ:

"کلامِ حق کے مدیر نے حافظ صاحب کو اس قابل نہیں سمجھا کہ ان کے معروضات کا جواب دیا جائے۔"

حقیقت یہ ہے کہ خود پادری صاحب میں یہ حوصلہ نہیں ہے کہ اپنے "معروضات" کا دفاع کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے خیالات سے ناگفتہ گو تقیہ کا خود سامنا کرنے کی بجائے پادری برکت صاحب کو آگے کر دیا ہے" اور یہی ان کی قابلیت ہے۔"

بقیہ: بابری مسجد اور اجودھیا

مسجد تعمیر کرائی ہو اس کا ذکر نہیں ملتا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ تلسی داس جو کہ رام کا زبردست بھگت تھا اور جو اکبر کے عہد میں ہوا ہے اور جو اس خطے کا رہنے والا تھا لیمہ کے عروج پر پریشان ہے لیکن رام جنم بھومی کی جگہ مندر توڑے جانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ انیسویں صدی میں اس کی کہانی سرکاری ریکارڈ میں داخل کی گئی اور دوسروں نے اسے تاریخی حوالہ سمجھ کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ مندر توڑنے کی کہانی بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ اس کے لیے کوئی تاریخی ثبوت نہیں۔ ملاحظہ ہو سٹاریکل اسکیچ آف تحصیل فیض آباد لکھنؤ۔ ایک غلط فہمی یہ ہے کہ مسلمان حکمران ہندوؤں کے مقدس مقامات کے دشمن رہے ہیں لیکن یہ بات تاریخ کی شہادتوں کی روشنی میں بے بنیاد نظر آتی ہے۔ مسلمان نوابوں کی سرپرستی میں اس کی توسیع ہوئی۔ نوابوں کی سرکار کا لیشمنو کے تعاون سے چلتی تھی۔ مسلمان نوابوں کی افواج میں شیو دھرم کے ماننے والے ناما تھے ہندوؤں کے مقدس مقامات کے لیے تحائف اور جاگیریں دینے میں نواب پیش پیش رہے ہیں۔ (بشکریہ دیوبند ٹائمز)

ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ

کی اشاعت بڑھانے کی مہم میں حصہ لیں اور احباب کو سالانہ خریدار بنا کر اس کارِ خیر میں عملاً شریک ہوں۔

رابطہ کے لیے

مدیر ماہنامہ الشریعہ پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ

© rasailojaraid.com